حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت سعدؓ کی دُعاء قبول ہو جاتی تھی۔ اِن کی مخالفت کرنے والے کا انجام
حضرت علیؓ سے بیعت کرنے میں تاخیر کی مگر محاذ آرائی نہیں کی
حضرت معاویہؓ کے سامنے حضرت علیؓ کی تعریف

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 49 سائیڈ B 26-07-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرام حضرت ابن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت حذیفہ، حضرت سعد ابن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) کا ذکر تھا۔ جب عراق وغیرہ کی فتوحات ہوئیں تو یہ آبادی حضرت عمرؓ نے تشکیل دی، اِس شہر کو بسایا، آبادی بھی بڑی ہوگئی، اُن کے زمانے میں ایک لاکھ اِس کی آبادی تھی۔ یہ حضرات وہاں رہتے رہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں گذشتہ درس میں بات ہو چکی ہے۔

نبی علیہ السلام کے ماموں.........تیر انداز، نشانہ باز :

حضرت سعد ابن مالکؓ یہ آقائے نامدار ﷺ کے رشتہ کے ماموں بھی ہوتے ہیں، اور ایک دفعہ

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرے ماموں ہیں ایسا کسی کا ماموں ہوتو دکھائے۔ یہ تیر اندازی اور نشانے کے ماہر تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے اِن کو دُعا دی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات نہیں سنے جو کلمات آپ نے حضرت سعدؓ کے بارے میں استعمال فرمائے کہ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ یہ جملہ جو ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کسی اور کے بارے میں کبھی نہیں سنا کہ آپ نے یہ استعمال فرمایا ہو۔

ماموں کو دُعا :

ایک دفعہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو دُعا دی اَللّٰھُمَّ اَجِبْ دَعْوَتَهٗ وَسَدِّدْ سَهْمَهٗ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنکی دُعا قبول کرا اور اِن کا تیر نشانے پر لگا۔ ایک دفعہ دُعا دی کہ اَللّٰھُمَّ اَجِبْ دَعْوَتَ سَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ جب بھی یہ دُعا کریں اِن کی دعا قبول فرما، تو اِن کے بارے میں لوگ اور صحابہ کرامؓ جانتے تھے کہ اِنکی دُعا قبول ہوتی ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی یہی کہا اَلَیْسَ فِیْکُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ سعد ابن مالکؓ جن کی دُعا اللہ کے یہاں قبول ہوتی ہے کیا وہ نہیں ہیں تم میں (یعنی کوفہ میں)۔

یہ پہلے اسلام لانے والوں میں تھے :

اور حضرت سعد ابن مالکؓ یہ مسلمان ہوئے بہت پہلے، شروع میں اسلام لانے والے حضرات میں ہیں۔ تو ایک رشتہ داری ہوئی اور اسلام شروع میں لائے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت اسلام لایا ہوں کہ اُس وقت تک صرف تین مسلمان ہوئے تھے، تیسرا میں تھا۔ چوتھا آدمی ایک ہفتہ بعد ہوا ہے تو ایک ہفتہ ایسا گزرا ہے کہ میں اسلام کا ایک تہائی تھا۔

حضرت سعدؓ کی مشقتیں اور شرارتی لوگوں کے طعنے :

کچھ لوگوں نے باتیں بنائی تھیں۔ کچھ شرارتی لوگ تھے انہوں نے کچھ حرکتیں کیں تو اُس کے جواب میں انہوں نے اظہار فرمایا اور فرمایا کہ ہمیں جو مشقت گزری ہے تنگیاں جو گزری ہیں اُن میں یہ حال تھا کہ ہم ورق.......... کھاتے تھے۔ درختوں کے پتے کھاتے تھے، اُن پر گزارا کر لیتے تھے اور ہماری اجابت (انسانی فضلہ) جو ہوتی تھی وہ بس مینگنیاں ہوتی تھیں۔ آقائے نامدار ﷺ کے جو دس صحابہ ہیں جنہیں عشرہ

مبشرہ کہا جاتا ہے اُن میں اِن کا اسم گرامی ہے۔ سعد ہیں، سعید ابن زید ہیں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی ہیں، حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح ہیں، حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف ہیں، حضرت طلحہ ہیں، حضرت زبیر ہیں اور چاروں خلفاء ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ یہ دس "مُبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّةِ" عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب فتوحات ہوگئیں تو کوفہ بسایا اور کوفہ کا اِن کو حاکم (گورنر) مقرر کردیا۔

نماز گورنر پڑھاتے تھے اور اُس کا فائدہ :

اور قاعدہ یہی تھا کہ جو حاکم ہو نماز وہ پڑھاتا ہے۔ تو اب بھی یہی قاعدہ ہے ہونا بھی یہی چاہیے کہ جو گورنر یا حکام ہیں وہ نماز پڑھائیں [1] شاہی مسجد (لاہور) میں نماز پانچوں وقت کی بھی پڑھائے، جمعہ کی بھی پڑھائے، لوگوں کو ملنا جلنا آسان ہوجاتا ہے، انصاف خود بخود ہوتا رہتا ہے (ماتحت افسروں کو ڈر رہتا ہے) کہ کوئی شکایت نہ پہنچنے پائے گورنر کو۔ اِسلام میں لوگوں سے (حکام کے) اِختلاط پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

حضرت سعدؓ کی طلبی اور حضرت عمرؓ سے گفتگو :

اب شرارتی لوگوں نے حضرت سعدؓ کے خلاف کچھ شکایتیں کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلالیا اُن کو اور اِن سے پوچھا آپ کے خلاف یہ شکایت مجھے ملی ہے کہ صحیح طرح نماز نہیں پڑھاتے۔ اِنہوں نے کہا یہ بات تو نہیں ہے اِنِّیْ لَاُصَلِّیْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا اُس طریقہ پر پڑھاتا ہوں نماز۔ اِنِّیْ لَاَرْكُدُ بِهِمْ فِی الْاُوْلَيَيْنِ وَاُحْذِفُ فِی الْاُخْرَيَيْنِ [1] دو جو پہلی ہیں وہ میں ٹھہر کر پڑھتا ہوں جو اگلی ہوتی ہیں دو اُنہیں میں بہت مختصر پڑھتا ہوں۔ تو اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ میرا گمان تمہارے ساتھ یہی ہے۔

حضرت عمرؓ اور معاملہ کی تحقیق، مثال سے وضاحت :

اور گمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہر ایک کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تھا۔ آپ کو پہلے پتا چلا ہوگا یا شاید سنا ہو۔ ایک دفعہ دریافت کیا کہ ابوموسیٰ اشعری کہاں ہیں؟ بلایا گیا اُنہیں، وہ آئے اور پھر چلے گئے۔ حضرت عمرؓ کا ذہن جب اپنے کام سے فارغ ہوا تو پوچھا کہ مجھے آواز آئی تھی اُن کی، کہاں ہیں وہ؟ اُنہوں نے کہا وہ آئے تھے اور چلے

---

[1] بشرطیکہ باعمل ہو، بدعمل ڈاڑھی مونڈوں کے لئے امامت کرانا جائز نہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کسی بات پر موجودہ وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب سے پوچھا کہ آپ کو نماز آتی ہے تو انہوں نے اِرشاد فرمایا کہ نہیں (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) (محمود میاں غفرلہٗ)

گئے۔ پھر بلالیا۔ کہنے لگے میں نے بلایا تھا، کہاں چلے گئے تھے؟ مطلب یہ تھا کہ ٹھہرتے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں آیا میں نے سلام کیا تین دفعہ، جواب نہیں آیا تو میں چلا گیا۔ کہا یہ کیا کیا تم نے۔ انہوں نے کہا ہمیں تو ایسے ہی یاد ہے، رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اِسی طرح تھی کہ تین دفعہ اجازت لو، اگر نہ دے کوئی گھر والا اجازت تو واپس چلے جاؤ، سمجھ لو کہ وہ کسی ایسے کام میں مصروف ہے کہ وہ نہیں آ سکتا۔ اور ٹیلی فون کا بھی یہی ہونا چاہیے، گھنٹی کا بھی یہی ہونا چاہیے۔ نہیں اُٹھا سکتا کوئی، ہاں اگر کوئی کہہ دے کہ دیر تک بجانا گھنٹی مجھے آنے میں دیر لگتی ہے تو الگ بات ہے، ورنہ قاعدہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ تو اِس میں یہ ہے کہ کوئی آدمی سو بھی رہا ہے اگر تو یہ نہیں ہوگا کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے، پریشان ہو بہت زیادہ۔ ہاں کوئی اہم بات ہو تو الگ بات ہے ورنہ قاعدہ یہی ہے۔ اور برا بھی نہیں ماننا چاہیے یہ بھی آ گیا ہے حدیث شریف میں، قرآن پاک میں۔ اگر کوئی نہ مل سکے تو پھر تم واپس چلے جاؤ یہی آتا ہے۔ تو حضرت ابو موسیٰؓ نے جب یہ بات کہی تو حضرت عمرؓ کہنے لگے لاؤ گواہ اور بھی جس نے یہ تعلیم سنی ہو تو یہ گواہ لائے، بغیر دوسرے آدمی کے انہوں نے ہر صحابی کی حدیثوں پر اطمینان بھی نہیں کیا لیکن حضرت سعدؓ پر بڑا اطمینان تھا۔

حضرت سعدؓ پر اعتماد کی ایک اور مثال :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ ہیں جو بہت اتباع سنت کرتے ہیں، صحابی ہیں خود بھی۔ غزوۂ خندق جو تھا، غزوہ خندق میں وہ شامل ہوئے ہیں اُس سے پہلے جو غزوات تھے اُن میں وہ چھوٹے تھے، نہیں شامل ہو سکے۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے انہیں دیکھا کہ یہ موزوں پر مسح کر رہے ہیں خفین پر، تو اِن سے پوچھا انہوں نے کہا ٹھیک ہے یہ سنت ہے۔ انہیں اطمینان نہیں ہوا تو پھر انہوں نے کہا کہ اپنے والد سے پوچھ لینا ملو گے تو۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب ملنا ہوا تو یہ بات پوچھی تو انھوں نے اِنہیں فرمایا کہ جب سعد نبی علیہ السلام سے کوئی بات بیان کریں کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے کی ہے یا فرمائی ہے تو پھر کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے مت پوچھو کسی اور سے اِذَا حَدَّثَکَ شَیْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْئَلْ عَنْہُ غَیْرَہٗ تو بہت زیادہ اطمینان تھا اِن پر۔

تفتیشی افسر کی کوفہ روانگی :

پھر اِن کے ساتھ آدمی بھیج دیئے مزید تفتیش کے لیے بالکل ضابطہ کی بات جو تھی وہ پوری ہی کی ہے انہوں نے۔ تفتیش کے لیے آدمی بھیجا وہ گیا، وہ ہر جگہ پوچھتا رہا، کسی جگہ کسی نے کوئی شکایت نہیں کی۔

معترض کا اعتراض :

ایک جگہ پہنچا ہے تو وہاں ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور اُس نے کہا کہ اَمَّا اِذَا نَشَدْ تَنَا جب تم ہمیں قسم دے ہی رہے ہو کہ اگر کسی کو کوئی شکایت معلوم ہو تو صحیح صحیح بتائے۔ تو پھر ہمیں یہ شکایت ہے اِن سے اِنَّ سَعْدًا کَانَ لَایَسِیْرُ بِالسَّرِیَّةِ ایک تو یہ کہ یہ لشکر پر نہیں جاتے اور لَایَقْسِمُ بِالسَّوِیَّةِ جو یہ بیت المال کی تقسیم ہے یہ صحیح نہیں کرتے اور لَایَعْدِلُ فِی الْقَضِیَّةِ فیصلہ جو ہے اِن کا وہ صحیح نہیں ہوتا، اُس میں عدل وانصاف نہیں ہے۔ یہ تین اعتراض اُس آدمی نے کیے۔ معلوم یہ ہوا کہ جڑ یہی تھی فساد کی۔ اِسی نے یہ باتیں اُٹھائی تھیں اور نماز (ٹھیک سے نہ پڑھانا) کے بارے میں اُس نے بات ہی نہیں کی، بس یہ تین باتیں کیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددُعا :

تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بات کہی۔ اِنہوں نے کہا دیکھو میں بس دُعا کرسکتا ہوں اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَبْدُكَ ھٰذَا کَاذِبًا قَامَ رِیَآءً وَّسُمْعَةً خداوندِ کریم اگر یہ بندہ تیرا جھوٹا ہے اور کھڑا اِس لیے ہوا ہے کہ لوگ اِسے دیکھ لیں سُمْعَةً شہرت کے لیے۔ ایک آدمی جو گورنر پر اعتراض کر رہا ہو تو اُسے شہرت بھی تو حاصل ہوتی ہے کہ فلاں آدمی ہے، تو گویا بمقابل گورنر ہوگیا (اپوزیشن لیڈر قائد حزب اختلاف)۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اگر یہ جھوٹا ہے اور اِس کے کھڑے ہونے کی وجہ اعتراض کی وجہ سچی نہیں ہے جھوٹ ہے تو تین بددُعائیں انہوں نے دیں اَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ اِس کی عمر بھی لمبی ہو، اِس کا فقر دراز کردے اور فقر بڑی بُری چیز ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا حدیث میں آیا ہے فقر جو ہے وہ ایسی چیز ہے کہ اُس میں انسان ایمان سے بھی نکل جاتا ہے۔ بعض دفعہ ضرورت میں آکر ضرورت پوری کرنے کے لیے ناجائز طریقہ پر اُتر آتا ہے۔ تو دو باتیں انہوں نے کہیں لمبی عمر ہوجائے، فقر اِس کا دراز ہوجائے تیسری بات یہ فرمائی وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ اور یہ فتنوں میں مبتلا رہے، آزمائشوں میں پڑا رہے۔

بددُعا کا اثر :

پھر اِسی طرح ہوا ہے، لمبی عمر ہوگئی لوگوں نے ایک عرصہ تک اُس کے جھوٹ کا تماشہ دیکھا، لمبی عمر فقر دراز ذرائع اُس کے مسدود ہوگئے اور اُس کی عادتیں خراب ہوگئیں۔ خواہ مخواہ جو جاریہ ہوتی تھیں اُس زمانے میں

باندیاں ہوتی تھیں۔تو عورتیں جو گھر کا سودا منگانا ہو باندیوں سے منگاتی تھیں۔گھر میں کام باندیاں کرتی تھیں تو وہ باندیاں جب باہر بازار میں جاتی تھیں خرید وفروخت کرنے کے لیے تو یہ اُن کو چھیڑ تا تھا۔اور وہ کہتے ہیں قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰی عَیْنَیْهِ مِنَ الْکِبَرِ بڑھاپے کی وجہ سے اُس کے آنکھوں کے اُوپر جو بھنویں ہیں اَبرو ہیں، یہ اُس کی آنکھوں کے اُوپر لٹک گئے تھے۔بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور وہ لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور لڑکیاں اُسے برا بھلا کہتی تھیں۔ لوگ اُسے آکر ملامت کرتے تھے،سمجھاتے تھے کہ کرتا کیا ہے آخر تو یہ، یہ حرکت کیا کرتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا تھا شَیْخٌ مَّفْتُوْنٌ اَصَابَتْهُ دَعْوَةُ سَعْدٍ بس ایک بوڑھا آدمی ہے اور فتنے میں پڑ چکا ہے اور اُسے بددُعا لگ چکی ہے سعد کی۔تو حضرت سعدؓ مُجَابُ الدَّعْوَةِ مشہور تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اِن کو بلالیا اپنے پاس اور اپنے ہی پاس مدینہ شریف میں ہی رکھا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت اِن کے حق میں اہم وصیت :

اور اپنی شہادت کے وقت یہ وصیّت اور ہدایت فرمائی کہ یہ جو عشرہ مبشرہ میں سے بچے ہوئے آدمی ہیں اِن ہی میں سے کسی کو کثرتِ رائے سے مقرر کردینا اور اگر اتفاقِ رائے سعدؓ پر ہوجائے تو ٹھیک ہے کیونکہ میں نے اُن کو جو کوفہ سے ہٹایا معزول کیا تھا، تو اسلئے نہیں ہٹایا تھا کہ وہ وہاں کا انتظام نہیں سنبھال سکتے تھے یا انہوں نے کوئی خیانت کی تھی، ایسی وجہ کوئی نہیں تھی۔انہوں نے ان کی مزید صفائی کی لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَّلَا خِیَانَةٍ ہاں یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔لوگوں نے ایسی باتیں بنائی جو اِن کی شان کے مناسب نہیں تھیں، اس لیے اُس جگہ سے میں نے اِن کو ہٹادیا تھا، بچالیا تھا۔یہ نہیں کہ یہ انتظام نہیں کرسکتے تھے، بلکہ کرسکتے تھے۔کوئی خیانت کی ہو؟ کوئی خیانت نہیں کی، تو اِس طرح کی اگر کسی نے بات کی بھی ہو یا سنی بھی ہو تو وہ غلط ہے۔اپنی وفات کے وقت جب وہ زخمی تھے تو اُنہوں نے جو ہدایات دی ہیں یا وصیتیں کی ہیں اُن میں یہ وصیت بھی تھی۔تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بعد میں بہت عرصہ تک حیات رہے ہیں۔

حضرت سعدؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں تاخیر کی مگر محاذ آرائی نہیں کی :

ہاں یہ بات ضرور کی ہے کہ یہ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ یہ دو حضرات ایسے تھے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے بیعت ہونے میں تاخیر کی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن پر کوئی سختی نہیں کی کہ انہیں مجبور کریں جیل میں ڈال دیں۔ایسا نہیں کیا بس وظیفہ اِن کا بیت المال سے (کچھ عرصہ کے لیے) رُکا بھی ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے دور میں ہی جاری بھی ہوگیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن لوگوں کی بات پر دونوں کے بارے میں یہی فرمایا، دو کے بارے میں نام لے کر، یہ دو حضرات ایسے ہیں کہ اگر اِن کا ہٹنا رُکنا گناہ ہے تو تھوڑا گناہ ہے.........

حضرت سعدؓ نے حضرت معاویہؓ کی سیاسی خواہش پوری نہیں کی :

ایسا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت معاویہؓ حضرت حسنؓ سے صلح ہونیکے بعد جب اِن کی حکومت سب جگہوں پر ہوگئی تھی تو وہ مدینہ منورہ آئے اِدھر حضرت سعدؓ بھی مدینہ منورہ آچکے تھے تو حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کا ذکر کیا، اور اِن (حضرت سعدؓ) سے چاہا کہ اِن کے حق میں کوئی کلمات ایسے استعمال فرمائیں جو سیاسی طور پر حضرت معاویہؓ کے لیے مفید ہو جائیں اور اُن (حضرت علیؓ) کے بارے میں یہ ہو جائے کہ وزن کم ہو اُن کا لوگوں کے ذہنوں سے۔ تو انہوں نے بالکل انکار کر دیا کہ یہ غلط ہے وہ (حضرت علیؓ) بہت بڑے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اِن کے لیے تعریفی کلمات کہے تو یہ نہیں تھا کہ یہ اِن سے ہٹے ہوں اور اِس طرح ہٹے ہوں کہ مخالف ہو گئے ہوں، رہے موافق ہی۔

بیعتِ خلافت کا مطلب :

بیعت کا عجیب معاملہ تھا۔ بیعت کا مطلب یہ سمجھا ہے صحابہ کرامؓ نے اُس دور میں کہ اگر دو حضرات میں اختلاف ہو رہا ہو حکومت پر تو جب تک حکومت جم نہ جائے پکی طرح سے اُس وقت تک بیعت فرض نہیں ہوتی، ضروری نہیں ہوتی۔ اگر کوئی آدمی بیعت میں توقف کرتا ہے، دیر لگاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ تو اِس لیے حضرت علیؓ نے بھی اِس درجہ میں رکھا کہ اگر وہ بیعت نہیں ہیں مگر مخالف بھی نہیں ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت سعدؓ کی زمینیں یہاں کوفہ میں ہو گئیں تھیں تو کوفہ میں رہتے تھے مگر مدینہ منورہ میں جا کر رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اِس لیے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو سعد بن ابی وقاصؓ جیسے لوگ کوفہ میں رہتے ہیں تو یہ اِن حضرات کا ذکر خیر تھا اور کوفہ کی منقبت بھی اِس میں ہے، فضیلت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعا.........................